سورہ روم ایت نمبر(۳۱-۳۲)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ○ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا كُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ○

ترجمہ: اورنہ ہوجانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

[18 رمضان المبارک بمطابق 1432 ہجری 19 اگست 2011]

عنوان

کیا ہم مثالی مسلمان ہیں

زیر اہتمام: **شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاہور)**

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

زیر نگرانی: **محترم جاوید اختر جوہری صاحب**

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد محمدی

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ کُوْنُوْ اقَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ ‘

صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم

اس عنوان کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ اب مسلم مثالی نہیں رہا ہمارے کردار سے اخلاق سے گفتار سے غیر مسلم متاثر نہیں ہوتا جب کہ یہ بات عام زبانوں پر ہے کہ مسلمانوں سے اچھے اخلاق غیر مسلم لوگوں کے ہیں مسلمان اچھا کیوں نہیں کون سی کمزوری اور کوتاہی ہے ہم میں جس سے ہمارے اخلاق متاثر ہیں آیئے ذرا نظر ڈالتے ہیں مختلف اقوام کے کردار پر اور مسلمانوں کی ماضی پر۔

ایک قدر جو ہمارے معاشرہ میں اس قدر اہمیت رکھتی ہے دوسرے معاشرہ میں اسے قدر سمجھا ہی نہیں جاتا اس کا مطلب یہ ہوا کہ مختلف معاشروں میں کیریکٹر کا معیار مختلف ہوگا اور ہم کسی چیز کو انسانی کیریکٹر یا عالمگیر کیریکٹر قرار نہیں دے سکیں گے۔ ہم ماں باپ کی اس قدر عزت اور تعظیم کرتے ہیں۔لیکن ایسے قبائل بھی گزرے ہیں جو ماں باپ کو کھانا ایک مقدس فریضہ سمجھتے تھے۔مقدس حبشی بچوں کو چرا کر لے جانے اور آئرستان کے باشندوں کو گولی مار دینے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے۔یہودیوں کے ہاں ایک دوسرے سے سود لینا معیوب بلکہ جرم تھا لیکن غیر یہود سے سود لینے کی عام اجازت تھی۔

بحرالکاہل کے قریب ایک قبیلہ ہے جس کے نزدیک بددیانتی پسندیدہ ترین اخلاق سمجھی جاتی ہے جو شخص جس قدر کامیابی سے دھوکا دے سکتا ہو اسے اسی قدر عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ٹھگوں کے ہاں وہ نوجوان سب سے زیادہ قابل فخر سمجھا جاتا ہے جو مظلوم راہروں کو پر فریب طریق پر قتل کر ڈالے۔نیشنلزم آج پوری دنیا کا مسلمہ انداز سیاست و اجتماعیت ہے۔ اس مسلک کی رو سے جو شخص دوسری قوموں کو لوٹ کھوسٹ کر اپنی قوم کی مرفہ الحالی کا سامان بہم پہنچائے اسے سب سے بڑا محبّ وطن سمجھا جاتا ہے۔ اس کے مجسمے نصب ہوتے ہیں اور اس کا شمار بلند ترین انسانوں میں کیا جاتا ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ رومینل کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

مملکت کا بنیادی فریضہ اپنے مفاد کے تحفظ اور اپنی قوت کے نشوونما ہے۔اسے کسی دوسری مملکت کے مفاد کا خیال صرف اسی صورت میں رکھنا چاہیے جب اس سے اس کے اپنے مفاد پر زد نہ پڑتی ہو۔مملکت کا استحکام ہر اخلاقی تقاضے پر مقدم ہے اور اس کے لئے ہر قربانی جائز ہے ۔جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ:ا۔ کیریکٹر کا نام ہے انسانی اقدار کے تحفظ کا۔۔۔لیکن ۲۔ یہ اقدار ہر معاشرہ میں مختلف ہیں،حتی کے نیشنلزم کے مسلک کی رو سے اپنی قوم کے مفاد کا تحفظ بلند ترین قدر ہے۔خوا اس کے لئے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ لہذا اس تصور کی رو سے دنیا میں نہ کوئی عالم گیر مستقل اقدار ہے اور نہ ہی کیریکٹر کا کوئی عالمگیر مستقل معیار۔کیریکٹر کے معنی ہوں گے ان

اقدار سے ہم آہنگ رہنا جنہیں کوئی معاشرہ کسی وقت اپنے ہاں مستحسن قرار دے لے۔ سپارٹا میں چوری کرنا مستحسن خیا کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہاں سب سے بڑا چور سب سے بلند کیریکٹر کا انسان تصور ہوتا تھا۔ آج چوری کرنا جرم ہے اس لئے چور بدترین کیریکٹر کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے کسی کنواری لڑکی کا حاملہ ہو جانا سارے خاندان کی رسوائی کا موجب قرار پاتا ہے لیکن یورپ میں کسی بالغ جوڑے کا باہمی رضامندی سے اختلاط نہ عیب سمجھا جاتا ہے نہ جرم۔ حتی کہ اب وہاں تراضی مابین سے لواطت کو بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اس کی وہاں قانوناً اجازت ہے

قرآنی نقطہ نگاہ:

یہ ایک نقطہ نگاہ ہے۔ یعنی جب کسی بات کو کوئی معاشرہ معیوب قرار دے تو اس کا ارتکاب قابل نفرت اور مستوجب سزا ہوتا ہے۔ جسے وہ ایسا تصور نہ کرے اس کا ارتکاب نہ بے عزتی کا باعث سمجھا جاتا ہے نہ موجب عقوبت۔ لیکن قرآن کا نقطۂ نگاہ دوسرا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مختلف ممالک میں بسنے والے انسانوں کا طرز معاشرت اور انداز بود و باش مختلف ہوتا ہے۔ لیکن ان کے اقدار مختلف نہیں ہو سکتیں۔ انسانی اقدار ہر جگہ ایک ہی ہونی چاہیے اور ایسی ہونی چاہیے جس میں کوئی رد و بدل نہ کر سکے۔ یہ اقدار عقل انسانی وضع نہیں کر سکتی۔

یہ وحی کے ذریعے ملتی ہیں آج یہ اقدار قرآن کریم کے اندر محفوظ ہے جو تمام انوع انسان کیلئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ضابطہ ہدایت ہیں انہیں مستقل اقدار (permanent values) کہا جاتا ہے۔ ان اقدار کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نام کیریکٹر ہے۔ قرآن اسے ''تقویٰ'' کی جامع اصطلاح سے تعبیر کرتا ہے۔ مغرب کے مشہور عالم اخلاقیات راشڈل (Hast ings Rashdal) کے الفاظ ہیں :اخلاقیات سے مفہوم ہی یہ ہے کہ دنیا میں اقدار کے لیے ایک مطلق معیار ہے۔ جو ہر انسان کے لئے یکساں ہے۔

(TheTheory of GoodandEvil Vol II P 286) جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے یہ اقدار عول انسانی کی وضع کردہ نہیں ہو سکتیں۔ یہ وحی کے ذریعے ملتی ہیں۔ اس باپ میں راشڈل کہتا ہے: اس قسم کا اخلاقی قانون کسی انسانی شعور سے نہیں مل سکتا۔ انسان اخلاقی مسائل کے متعلق الگ الگ نگاہ رکھتا ہے اور اس امر کی ہمارے پاس کوئی خاجی دلیل نہیں کہ دنیا کے تمام انسان اخلاقیات میں کبھی ایک ہی نگاہ رکھیں گے۔ (ایضاً ص ۳۱۱)

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ان اقدار کا تعلق انسان کی انسانی سطح زندگی (Human Level of Life) سے ہے۔ حیوانی سطح سے نہیں۔ حیوانی سطح زندگی کو طبعی زندگی (Physical Life) کہہ لی جیئے۔ قرآن اسے ''حیوۃ الدنیا'' کی اصطلاح سے تعبیر کرتا ہے۔ جس سے مراد ہے ایسی زندگی جس میں انسان کی نگاہ قریبی یا پیش پا افتادہ مفاد پر ہی رہے۔ (لفظ دنیا کا معنیٰ'' قریب تر'' کے ہیں) انسان کو اپنے حیوانی تقاضوں کی تسکین نیں بڑی لذت ملتی ہے (اگر چہ یہ لذت بڑی سطحی ہوتی ہے) قرآن کی رو سے ان لذات کا حصول بڑی چیز نہیں وہ انہیں وجہ جاذبیت قرار دیتا ہے لیکن اصل سوال وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں اس سطح زندگی کے کسی تقاضے اور ''انسانی قدر'' میں (Tie) پڑتی ہے۔ اس وقت اگر کوئی شخص اس تقاضے کو ترجیح دے کر انسانی قدر کو قربان کر دیتا ہے تو وہ بلندی کردار کا ثبوت نہیں دیتا۔ اگر وہ انسان قدر کے

تحفظ کو حیوانی تقاضے پر ترجیح دیتا ہے تو اسے کیریکٹر کہا جائے گا۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے۔
اسے کیریکٹر کہیں گے:

یَاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ کُوۡنُوۡ اقَوّٰامِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ ' ''اے ایمان والوتم عدل وانصاف کی پوری پوری حفاظت کرو شُھَدَاءَ لِلّٰہِ'' اگر تمہیں کسی معاملہ میں گواہی دینی پڑے تو اپنے اور بیگانے سب کے خیال سے بلند ہوکر صرف اللہ کے لئے شہادت ہو وَلَوۡعَلٰی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ '' خواہ یہ شہادت خود تمہارے اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو جائے یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف اِنۡ یَّکُنۡ غَنِیًّا اَوۡفَقِیۡرً فَاللّٰہُ اَوۡ لٰی بِھِمَا اسکا بھی خیال نہ کرو کہ تمہاری شہادت جس کے حق میں جا رہی ہے وہ امیر ہے یا غریب قانون خداوندی امیر اور غریب دونوں کا سب سے زیادہ محافظ ہے لہذا خدا کا حق سب پر فائق ہے۔ فَلَاتَتَّبِعُوالۡھَوٰ اَنۡ تَعۡدِلُوۡ'' دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اپنے مفاد رشتہ داری کے تقاضے یا دولت مندی کی وجاہت کا خیال تمہیں انصاف سے روک دے اس بات میں تم اپنے کسی جذبے کی پرواہ نہ کرو'' وَاِنۡ تَلۡوٗا اَوۡتُعۡرِضُوۡافَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا (۴۔۱۳۵) ایسا بھی نہ ہو کہ تم شہادت دیتے وقت کوئی گول مول یا پیچیدار بات کہو یا ویسے ہی ٹال جاؤ۔ یادرکھو !اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔'' یتے

آپ دیکھئے کہ یہاں حیوانی اور انسانی اقدار میں کس طرح (Tie) پڑتی ہے عدل کی پاسبانی اور اس کے لئے سچی شہادت مستقل اقدار میں سے ہے۔ اس کے برعکس، مفاد خویش، اعزاء واقرباء کے تعلقات کا خیال فریق مخالفت کی دولت اور وجاہت کے اثرات کا تصور، قدم قدم پر عنا گیر ہو رہا ہے کہا کہ اگر سچی گواہی دی تو یہ نقصان ہوگا۔ وہ ضرر پہنچے گا۔ لیکن ان تمام نقصانات کا تعلق انسان کی طبعی زندگی سے ہے۔ اس کش مکش میں جو شخص ان طبعی تقاضوں کو ترجیح دے کر جھوٹی شہادت دیتا ہے یا شہادت دینے سے پہلوتہی کرتا ہے۔ اس کا کیریکٹر پست ہے (قرآن اسے اتبعو الھویٰ سے تعبیر کرتا ہے) ہویٰ کے بنیادی معنوں میں پستی کی طرف لے جانے کا مفہوم ہے) لیکن جو شخص ان تمام امیال وعواطف کو نظر انداز کر کے حق کی گواہی دیتا ہے وہ بلند کردار کا حامل ہے۔ حیوانی جذبات اور انسانی اقدار کی یہ جنگ زندگی کے ہر دوراہے پر ہوتی ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ ان دوراہوں پر آپ کا قدم کس طرف اٹھتا ہے۔

انسان ایسا کیوں کرے؟

اس مقام پر یہ اہم سوال سامنے آتا ہے کہ انسان اپنے طبعی (حیوانی) تقاضے کو قربان کر کے انسانی اقدار کی حفاظت کیوں کرے؟
طبعی تقاضوں میں بڑی کشش اور وجاہت ہوتی ہے۔ دولت، ثروت عیش وآرام کی زندگی۔ عزت اور نام کی شہرت۔ بلند مناصب ومدارج ،قوت اقتدار، حکومت۔ ان سب میں بڑی جاذبیت ہے۔ ان کے مقابلے میں انسانی اقدار کے تحفظ میں کونسی لذت یا منفعت ہے ۔جس کی حاطر انسان ان تمام مفاد ومنافع اور لذات وحظائظ کو قربان کر دے۔

یہ سوال بڑا اہم ہے اور جب تک اس کا اطمینان بخش جواب سامنے نہ آئے انسان اس قدر منافع ولذات کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا

آج دنیا میں جو اس قدر کیریکٹر کا فقدان نظر آتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اس سوال کا اطمینان بخش جواب نہیں ملتا انسان مفاد پرست واقع ہوا ہے ذاتی مفاد کا خیال اس کے دل سے نکالا نہیں جا سکتا مفاد خویش کا تحفظ در حقیقت جذبہ تحفظ خویش ہی کی شاخ ہے وہ مفاد خویش کی خاطر انسانی اقدار کی اس لئے پرواہ نہیں کرتا کہ اسے ان اقدار کی نگہبانی میں اپنا کوئی فائدہ نہیں ملتا اگر اسے اس امر کا یقین ہو جائے کہ انسانی اقدار کا تحفظ حیوانی تقاضوں کی تسکین کے مقابلے میں زیادہ منفعت بخش ہے تو وہ یقیناً ان اقدار کے تحفظ کے لیے وہ سب کچھ کر گزرے گا جو اپنے حیوانی مفاد کے تحفظ کے لئے کرتا ہے۔

بلکہ اس سے بھی زیادہ اس حقیقت کو ایک مثال سے سمجھئے ایک شخص کئی دنوں کا بھوکا ہے اتنا بھوکا کہ نقاہت کی وجہ سے اسے اٹھا تک نہیں جاتا اتنے میں ایک آدمی گرم گرم پلاؤ قاب اس کے سامنے لاکر رکھ دیتا ہے ظاہر ہے کہ وہ اس قاب پر جھپٹ پڑیگا وہ جلدی سے لقمہ اٹھاتا ہے اور اسے منہ کے قریب لے جاتا ہے دوسرا شخص اس سے کہتا ہے کہ اس پلاؤ میں اور تو ہر چیز ہے مگر غلطی سے اس میں نمک کی جگہ سنکھیا پڑ گیا ہے آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ سننے کے بعد وہ اس لقمہ کو منہ میں ڈالے گا یا قاب اٹھا کر باہر پھینک دے گا اور اس پلاؤ کو ہاتھ تک نہیں لگائے گا۔ یہ کیوں؟ اس لیے کہ اسے یقین ہے کہ اس کے کھانے سے اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ وہ بھوک کی تکلیف اور زندگی کی زیاں کا مقابلہ کرے گا اور اپنا فائدہ اسی میں دیکھے گا کہ بھوک کی تکلیف برداشت کر لے لیکن اپنی جان ضائع نہ کرے۔

ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ مثالی مسلمان بننے کے لئے موجودہ خامیوں کے کے متعلق گفتگو سنی ہمیں چاہیے ہم مثالی مسلمان بنیں ہمارے اخلاق و کردار سے غیر مسلم متاثر ہوں ہم مثالی مسلما تب ہی بن سکتے ہیں جب سچائی میں بے مثال ہوں جب ایفائے عہد میں بے مثال ہوں جب تجارت کے صاف شفاف ہونے میں بے مثال ہوں جب حقوق انسان کے اعتبار سے بے مثال ہوں سیاست کے اعتبار سے بے مثال ہوں صفائی کے اعتبار سے بے مثال ہوں تعلیم کے اعتبار سے بے مثال ہوں ملکی محبت کے اعتبار سے بے مثال ہوں محنت کے اعتبار سے بے مثال ہوں تب ہی ہم مثالی مسلمان بن سکتے ہیں۔

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کوقرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے

اے رب العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیا کر دیے جائینگے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فا نصر علی القوم الکافرین

فانصرعلی القوم الظالمین

فا نصر علی القوم المشر کین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہرنئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت ،لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین